تیونس میں اسلام کی حالت زار

محمد ظہیرالدین بھٹی

شمالی افریقہ (جسے مغرب بھی کہا جاتا ہے) کے ایک اہم ملک تیونس میں ۲۴ اکتوبر کو عام اور صدارتی انتخابات ہونا ہیں' جس کے نتائج حسب توقع ہونا یقینی ہیں۔ صدر زید بن علی کو گذشتہ صدارتی انتخاب (مارچ ۱۹۹۴) میں ۹۹ فی صد ووٹ ملے تھے۔ عرب دنیا کے حکمرانوں کے مقبول ہونے کی فی صد عموماً یہی ہے۔ گذشتہ دنوں حسنی مبارک بھی مصر میں اس فارمولے کے مطابق تیسری دفعہ صدر منتخب ہوئے ہیں۔ بن علی نے اس دفعہ دوسرے امیدوار کھڑے ہونے کی گنجایش دی ہے' کچھ افراد نے کاغذات جمع کروائے ہیں' النہضہ الاسلامیہ نے بھی ڈیماکریٹک پارٹی کے سید مواعدہ کی حمایت کا اعلان کیا ہے۔ پارلیمنٹ کے لیے ۱۸۲ نشستوں کا انتخاب ہو گا۔ کل ۳۵ لاکھ ووٹر ہیں۔

آزادی کے بعد پہلے صدر حبیب بورقیبہ نے ۳۰ سالہ عہد حکومت میں کمال اتاترک کے نقش قدم پر چلتے ہوئے (معلوم نہیں نئے حکمرانوں کو اتاترک کیوں پسند ہوتا ہے!) اسلامی تہذیب و تمدن کے مرکز اس ملک کو سیکولر خطوط میں ڈھالنے کے لیے ہر طرح کے اقدامات کیے۔ بالآخر ۱۹۸۷ میں زید بن علی نے انھیں برطرف کر کے اقتدار سنبھالا۔ بن علی سے ابتدا میں اچھی توقعات تھیں لیکن پھر سب کچھ اسی طرح ہونے لگا۔ اسلامی تحریک کے افراد مظالم کا شکار ہوئے۔ آج بھی ہزاروں کارکن مرد اور عورتیں جیل میں ہیں۔ تحریک کے رہنما راشد الغنوشی جلاوطن ہیں۔ انسانی حقوق مفقود ہیں لیکن جمہوریت کا لبادہ اوڑھے رکھنے کے لیے انتخابات کا ڈراما شاید مجبوری ہے۔ لیکن جمہوریت کی عملی شکل ریاستی طاقت سے عوام کو کچلنا' اور ان کی مرضی کے خلاف حکومت سے چپٹے رہنا ہے۔ آیئے دیکھیں کہ مسلمانوں کی ۹۵ لاکھ آبادی کے اس ملک کے شہریوں کے ساتھ ان کے مسلمان حکمرانوں نے کیا کچھ کیا ہے۔

تیونس ۲۰ مارچ ۱۹۵۶ کو فرانسیسی تسلط سے آزاد ہوا۔ ۱۳ اگست ۱۹۵۶ کو سرکاری ضابطہ قوانین جاری ہوا جس پر عمل درآمد یکم جنوری ۱۹۵۷ سے شروع ہوا۔ اس ضابطے کے زیادہ تر قوانین شریعت اسلامی کے بالکل مخالف و متضاد بلکہ اس سے متصادم ہیں۔ آزادی کے بعد سے اسلام' تیونس میں سخت دباؤ اور

مظلومیت کا شکار چلا آ رہا ہے۔ اب تو اسلام کے اصول و فروع، احکام و اخلاق اور آداب سب کچھ شدید خطرے سے دوچار ہیں۔ یہاں پر شواہد پیش کیے جاتے ہیں۔

۱۔ **شرعی عدالتوں کا خاتمہ اور واحد عدالتی نظام:** پورے ملک میں شرعی عدالتوں کی تنسیخ کا کام آزادی کے بعد ہوا۔ انھیں عام عدالتوں میں ضم کر دیا گیا۔

۲۔ **جامعہ الزیتونہ کے اسلامی تشخص کا خاتمہ:** جامعہ الزیتونہ کا شمار عالم اسلام کی قدیم ترین اسلامی یونی ورسٹیوں میں ہوتا ہے۔ اسے اموی گورنر عبداللہ بن الحجاب نے ۱۱۴ھ (۷۳۲ء) میں تعمیر کروایا تھا۔ یہ جامعہ پورے شمالی افریقہ میں اسلام اور عربی زبان کی حفاظت کا قلعہ رہی ہے۔ مگر اب اس کا اسلامی تشخص ختم کر دیا گیا ہے۔ مخلوط تعلیم رائج ہے۔ جمعہ کے بجائے اتوار کے دن چھٹی ہوتی ہے۔ اور موسیقی اور سرود کے کلبوں میں نمایندگی کی جاتی ہے۔ اس کا اپنا ایک ریڈیو اسٹیشن ہے جہاں سے جامعہ میں گانے نشر کیے جاتے ہیں۔ طالبات کے ووٹ کے مقابلے مردوں کے سامنے ہوتے ہیں۔ گانے بجانے کی محفلوں کے لیے گلوکار مردوں اور عورتوں کو باقاعدہ مدعو کیا جاتا ہے۔ رمضان میں بھی یہ پروگرام ہوتے ہیں اور ان محفلوں میں شرکت کی دعوت ادارے کے ڈائرکٹر کی طرف سے دی جاتی ہے۔ جامعہ میں طلبہ کی تعداد، فرانسیسی قبضے کے عہد میں ۳۰ ہزار سے زیادہ ہوتی تھی مگر اب آزادی کے دور میں کل تعداد ۲۵ ہزار ہے۔ ان میں سے ۸۵ فی صد طالبات ہیں، جن کے لیے بے حجاب ہونا لازمی ہے۔ نیز جامعہ کے اندر موجود تیراکی کے تالاب میں، تیراکی کا مخصوص لباس زیب تن کر کے نہانا لازم ہے۔

۳۔ **شرعی اوقاف کا خاتمہ:** جامعہ زیتونہ کے طلبہ اور علما کے لیے وقف کردہ تمام شرعی اوقاف ضبط کر لیے گئے ہیں۔ اسی طرح ملک کی دیگر تمام مساجد اور خیراتی اداروں کے تمام اوقاف، زمینیں، جایدادیں ختم کر دی گئی ہیں۔ کئی چھوٹی مسجدوں کو گوداموں میں اور سٹوروں میں بدل دیا گیا ہے۔

۴۔ **رمضان کے روزوں پر پابندی:** حکومت تیونس رمضان کے روزے رکھنے کو بہ نظر ناپسندیدگی دیکھتی ہے کہ روزہ رکھنے سے پیداوار کم ہو جاتی ہے اور ملکی ترقی اور پیش رفت میں رکاوٹ پڑتی ہے۔

۵۔ **قرآن اور رسول اکرمؐ پر الزامات و اتہامات:** سابق صدر حبیب بورقیبہ نے قرآن پر الزام لگایا کہ اس میں تضاد پایا جاتا ہے۔ اس نے (معاذ اللہ) سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو بھی بہرہ سرائی کا نشانہ بنایا (ان کے بے ہودہ الزامات نقل کرنا بھی آپؐ کی شان مبارک میں توہین ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: تیونس سے شائع ہونے والا اخبار صحیفۃ الصباح مورخہ ۲۱ مارچ ۱۹۷۳ء ملاحظہ کریں)۔

۶۔ **شریعت اسلامی پر نقص کا الزام:** سابق صدر بورقیبہ نے اپنے ایک خطاب میں عورت و مرد کی مساوات پر زور دیتے ہوئے کہا کہ ہم عورتوں کی ترقی میں حائل سب رکاوٹوں کو دور کریں گے اور ہر سطح

پر مرد و زن میں کامل مساوات قائم کریں گے۔ قرآنی حکم کہ میت کے ترکے میں ایک مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے' کی رکاوٹ کو بھی دور کر کے دم لیں گے۔ ہم اس مسئلے کے حل کے لیے اجتہاد سے کام لیں گے تاکہ شرعی احکام کو زمانے کے بدلتے ہوئے تقاضوں کے مطابق ڈھالا جا سکے (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو مجلہ الدستور' شمارہ ۵۸۷' مورخہ ۸ اگست ۱۹۸۳)۔

۷۔ **متبنٰی بنانے کی اجازت :** قرآن حکیم نے صاف الفاظ میں متبنٰی (منہ بولا بیٹا' بیٹی) بنانے کو ممنوع قرار دیا ہے مگر حکومت تیونس نے اس شرعی حکم کی مخالفت کرتے ہوئے ۴ مارچ ۱۹۵۸ کو صادر ہونے والے اپنے قانون نمبر ۲۷ میں اسے جائز قرار دیا ہے۔ قانون کی ذیلی شق ۱۵ کی رو سے: "متبنٰی کو' قانونی بیٹے کے حقوق حاصل ہوں گے' نیز اس پر وہی فرائض عائد ہوں گے"۔

۸۔ **خاندانی ڈھانچے کی تباہی :** حکومت نے وقتاً فوقتاً ایسے قوانین جاری کیے ہیں جن سے تیونسی خاندان کا شیرازہ بکھر کے رہ گیا ہے۔ اس نے عورت کو اخلاق باختگی کی اجازت دی ہے۔ بیوی کو یہ قانونی تحفظ دیا ہے کہ خاوند' اپنی بیوی کے اخلاقی طرز عمل سے چشم پوشی کرے گا۔ اگر کوئی خاوند اپنی بیوی کو زنا کا مرتکب پا کر اسے پکڑ لیتا ہے تو یہ گویا بیوی کے ذاتی معاملات میں مداخلت متصور ہو گا اور ایسا شوہر سزائے موت تک کا مستوجب ہو گا۔

۹۔ **معاہدہ نیویارک پر دستخط :** حکومت نے شرعی احکام و قوانین کو نظرانداز کرتے ہوئے' اقوام متحدہ کے شادی کی آزادی کے معاہدے پر دستخط کر دیے ہیں' جس کی رو سے عورت کے خلاف تمام امتیازی قوانین کالعدم ہیں۔ ایک غیر مسلم کو اجازت ہے کہ وہ ایک تیونسی مسلم خاتون سے شادی رچائے' اور اس کے لیے صرف ایک مرد و عورت کی گواہی کو کافی قرار دیا گیا ہے۔ تیونسی ارکان پارلیمان نے بھی اس معاہدے کی توثیق کر دی ہے۔

۱۰۔ **مسلم مستورات کے لیے شرعی لباس کی ممانعت :** قانون نمبر ۱۰۸ کے مطابق مسلم عورت کے لیے' تمام سرکاری محکموں اور تعلیمی اداروں میں شرعی لباس پہننا ممنوع قرار دیا گیا ہے' اس لیے کہ اس سے تفرقہ پیدا ہوتا ہے' نیز یہ انتہا پسندی کی علامت ہے۔ باپردہ لباس پہننے والی خواتین پر' علاج کے لیے ہسپتالوں میں داخلے پر پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ محض نماز کی ادائیگی اور اسلامی لباس پہننے کے جرم میں خواتین کو گرفتار کر کے مقدمہ چلایا جاتا ہے اور سخت سزائیں دی جاتی ہیں۔

۱۱۔ **سرکاری اداروں میں قائم مساجد کا انہدام :** آرڈی ننس نمبر ۲۹ کی رو سے تمام وہ مساجد منہدم کر دی جائیں گی جو پرائیویٹ اور پبلک محکموں میں قائم ہیں' جیسے یونی ورسٹیوں اور تعلیمی اداروں کی مساجد' ہسپتالوں' بندرگاہوں' فیکٹریوں اور سرکاری محکموں میں موجود مساجد۔ مزدوروں اور ملازمین پر ڈیوٹی کے

دوران نماز پڑھنے پر پابندی عائد کر دی گئی ہے۔

۱۲۔ قانون مساجد کا اجرا: اس قانون کی رو سے مسجدوں میں درس قرآن دینے اور املا کروانے پر پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ خلاف ورزی کرنے والوں کو سخت سزائیں دی جائیں گی۔ قانون پر عمل درآمد کے لیے حکومت نے پولیس کی ایک مخصوص جمعیت' مساجد کی نگرانی پر مامور کر دی ہے۔ ہر نماز کے وقت مسجد صرف ۲۰ منٹ کے لیے کھلتی ہے۔ اس کے بعد' پولیس کی یہ نفری' مساجد کو نمازیوں سے خالی کرانے کی کارروائی کرتی ہے' نمازیوں کو باہر نکالتی ہے' تاخیر سے آنے والوں کو مسجد میں داخل نہیں ہونے دیتی۔ اس قانون سے جامعہ الزیتونہ بھی مستثنیٰ نہیں ہے' البتہ اسے غیر ملکی سیاحوں کی آمد پر کسی وقت بھی کھول دیا جاتا ہے۔

۱۳۔ مساجد میں نوجوانوں کی آمد ان کی انتہا پسندی کا ثبوت: تیونس میں نوجوان نمازیوں کو شک و شبہ کی نظر سے دیکھا جاتا ہے' ان کے بارے میں سمجھا جاتا ہے کہ وہ کسی ممنوعہ انتہا پسند تنظیم سے وابستہ ہیں یا کسی دہشت گرد جماعت کے ارکان ہیں۔ حکومت کے اس رویے نے مسجدیں ویران کر دی ہیں اور نوجوان مسجدوں کا رخ کرتے ہوئے گھبراتے ہیں۔ مسلم نوجوان' پولیس افسران کے سامنے' عمداً' اپنے دینی احساسات چھپاتے ہیں۔ صبح سویرے اٹھ کر وقت پر نماز ادا کرنا حکومت کے نزدیک انتہا پسندی اور دہشت گردی کی نشانی ہے اور یہ نوجوان سزا اور قید کے مستحق ہیں۔ پولیس صبح سویرے روشن ہونے والے گھروں کی بھی نگرانی کرتی ہے۔ اب حال یہ ہے کہ لوگ گھروں میں' چھپ کر' اندھیرے میں نماز پڑھتے ہیں۔ پولیس مشکوک نوجوانوں سے تفتیش کرتے وقت پہلا سوال یہ کرتی ہے کہ وہ نماز پڑھتا ہے یا نہیں؟ جواب اثبات میں ہو' تو اسے طرح طرح کی سزائیں دی جاتی ہیں اور اس سے یہ اعتراف کرایا جاتا ہے کہ وہ "اخوانجی" ہے' یعنی اخوان کی طرف منسوب ہے۔ تیونس میں "اخوانجی" ہونا گویا ایک گالی ہے۔ اگر نوجوان اپنے نمازی ہونے کی نفی کر دے' دین سے اعلان بیزاری کرے مگر پھر بھی پولیس کو اس کے بارے میں شک ہو' تو وہ اسے دین اسلام اور ذات الٰہی کو گالی بکنے کا حکم دیتی ہے۔ مزید رفع شک کے لیے گلاس میں شراب ڈال کر پینے کے لیے کہتی ہے۔

۱۴۔ اسلامی لٹریچر کی چھانٹی کے لیے کمیٹی کا قیام: ایک کیمونسٹ ملحد کی سربراہی میں اعلیٰ کمیٹی تشکیل دی گئی ہے جو اسلامی کتابوں کا جائزہ لیتی ہے اور پھر ایسی تمام کتابوں کو کتب خانوں سے ضبط کر لیا جاتا ہے' دکانوں اور نمائشوں میں ان کا رکھنا ممنوع ٹھیرایا جاتا ہے۔ اس لیے کہ حکومت کے خیال میں اسلامی کتابیں' انتہا پسندی کا منبع ہیں۔ مساجد میں قائم لائبریریوں کو "بدعت" قرار دے کر ختم کر دیا گیا ہے۔

۱۵۔ رقص و سرود کے مخلوط کلبوں کا پھیلاؤ: شہروں' قصبوں اور دیہات میں رقص و سرود کے مخلوط

کلب وسیع پیمانے پر قائم کر دیے گئے ہیں۔ نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو ان میں شمولیت کی ترغیب دی جاتی ہے' اور والدین اور سرپرستوں کو شرکت پر روکنے سے ڈرایا دھمکایا جاتا ہے۔

۱۶۔ جادو' علم نجوم اور تونے ٹوٹکے کی ترغیب: عقیدہ توحید کو کمزور کرنے اور لوگوں کے دلوں سے ایمان کو محو کرنے کے لیے' گھروں کو اجاڑنے' بے حیائی اور بدکاری کے فروغ کے لیے حکومت جادو' ٹونے ٹوٹکے اور کہانت کے فروغ میں دلچسپی لیتی ہے۔ حکومت جادوگروں اور نجومیوں کو اپنے دفاتر کھولنے کی اجازت دیتی ہے' اخبارات اور رسالوں میں ان کے اشتہارات شائع کیے جاتے ہیں۔

۱۷۔ ثقافت کے نام پر بے حیائی و بدکاری کی حوصلہ افزائی: حکومت تیونس نے ایک وڈیو فلم کو تیونس کے دور جدید کے لیے باعث فخر قرار دیتے ہوئے اس میں کام کرنے والوں کو سرکاری انعام اور ثقافتی میڈل سے نوازا ہے۔ اس میں' عورتوں کے حمام میں ایک نوجوان کو دکھایا گیا ہے جو بالکل برہنہ عورتوں کے قابل ستر مقامات کو گھور گھور کر دیکھ رہا ہے۔ مائیکل جیکسن گلوکار کا خود وزیر ثقافت نے ایئرپورٹ پر شان دار خیر مقدم کیا اور لوگوں نے اس کے پروگراموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

۱۸۔ الحاد و زندقہ کا فروغ: پبلک مقامات' سرکاری مجالس' عام محافل اور ادبی نشریات میں الحاد و زندقہ کی لہر عام ہو رہی ہے اور قابل تکریم رشتوں اور ہستیوں کی توہین و بے قدری فیشن بنتا جا رہا ہے۔ تیونس میں خدائے ذوالجلال کی شان میں گستاخی اور گالیاں بکنے کی ایسی بری رسم ہے کہ دنیا میں کہیں نہیں پائی جاتی۔

۱۹۔ مخلوط ہوسٹل: تیونس میں یونی ورسٹیوں میں مخلوط ہوسٹل تعمیر کیے گئے ہیں جس سے اخلاقی اور جنسی بے راہ روی میں اضافہ ہوا ہے۔ حالت یہ ہے کہ یونی ورسٹی انتظامیہ کی طرف سے طلبہ اور طالبات کو کنڈوم دیے جاتے ہیں۔

۲۰۔ اسرائیل کو تسلیم کرنا: صیہونی مملکت کو تسلیم کرنے کے بعد اس کے ساتھ سفارتی تعلقات قائم کیے گئے ہیں۔ تیونس اب بدکاری اور جنسی بے راہ روی کا ملک بن چکا ہے۔ وزارت صحت کی طرف سے بندرگاہوں پر قائم دفتر' غیر ملکی سیاحوں کو ایک کارڈ دیتا ہے' اس کارڈ پر لکھا ہے "ہر مشتبہ جنسی عمل کے وقت کنڈوم استعمال کیجیے"۔

۲۱۔ اسلامی سلام دعا کے الفاظ کا خاتمہ: تیونس سے اسلام کے نشانات مٹانے کے لیے اب "السلام علیکم ورحمتہ اللہ" کے الفاظ بھی ممنوع قرار پا چکے ہیں۔ کیونکہ سرکار کی نظر میں یہ انتہاپسندی اور دہشت گردی کی علامت ہیں۔ یہ شدت پسندوں' بنیاد پرستوں اور اخوانجیوں (اخوان المسلمون والوں) کا سلام ہے۔ حکام نے ٹیلی وژن' قومی اور مقامی ریڈیو پر "السلام علیکم" کے الفاظ کے استعمال پر پابندی لگا دی ہے۔ عوام نے بھی الزام سے بچنے کے لیے ان الفاظ کو ترک کر دیا ہے۔

مظلومیت کا شکار چلا آ رہا ہے۔ اب تو اسلام کے اصول و فروع، احکام و اخلاق اور آداب سب کچھ شدید خطرے سے دوچار ہیں۔ یہاں پر شواہد پیش کیے جاتے ہیں۔

۱۔ **شرعی عدالتوں کا خاتمہ اور واحد عدالتی نظام:** پورے ملک میں شرعی عدالتوں کی تنسیخ کا کام آزادی کے بعد ہوا۔ انھیں عام عدالتوں میں ضم کر دیا گیا۔

۲۔ **جامعہ الزیتونہ کے اسلامی تشخص کا خاتمہ:** جامعہ الزیتونہ کا شمار عالم اسلام کی قدیم ترین اسلامی یونی ورسٹیوں میں ہوتا ہے، اسے اموی گورنر عبداللہ بن الحجاب نے ۱۱۴ھ (۷۳۲ء) میں تعمیر کروایا تھا۔ یہ جامعہ پورے شمالی افریقہ میں اسلام اور عربی زبان کی حفاظت کا قلعہ رہی ہے۔ مگر اب اس کا اسلامی تشخص ختم کر دیا گیا ہے، مخلوط تعلیم رائج ہے، جمعہ کے بجائے اتوار کے دن چھٹی ہوتی ہے، اور موسیقی اور سرود کے کلبوں میں نمایندگی کی جاتی ہے۔ اس کا اپنا ایک ریڈیو اسٹیشن ہے جہاں سے جامعہ میں گانے نشر کیے جاتے ہیں۔ طالبات کے دوڑ کے مقابلے مردوں کے سامنے ہوتے ہیں۔ گانے بجانے کی محفلوں کے لیے گلوکار مردوں اور عورتوں کو باقاعدہ مدعو کیا جاتا ہے۔ رمضان میں بھی یہ پروگرام ہوتے ہیں اور ان محفلوں میں شرکت کی دعوت ادارے کے ڈائریکٹر کی طرف سے دی جاتی ہے۔ جامعہ میں، طلبہ کی تعداد، فرانسیسی قبضہ کے عہد میں ۳۰ ہزار سے زیادہ ہوتی تھی مگر اب آزادی کے دور میں کل تعداد ۶۵ ہزار ہے۔ ان میں سے ۸۵ فی صد طالبات ہیں، جن کے لیے بے حجاب ہونا لازمی ہے، نیز جامعہ کے اندر موجود تیراکی کے تالاب میں، تیراکی کا مخصوص لباس زیب تن کر کے نہانا لازم ہے۔

۳۔ **شرعی اوقاف کا خاتمہ:** جامعہ زیتونہ کے طلبہ اور علما کے لیے وقف کردہ تمام شرعی اوقاف ضبط کر لیے گئے ہیں۔ اسی طرح ملک کی دیگر تمام مساجد اور خیراتی اداروں کے تمام اوقاف، زمینیں، جایدادیں ختم کر دی گئی ہیں۔ کئی چھوٹی مسجدوں کو گوداموں میں اور سٹوروں میں بدل دیا گیا ہے۔

۴۔ **رمضان کے روزوں پر پابندی:** حکومت تیونس رمضان کے روزے رکھنے کو بہ نظر ناپسندیدگی دیکھتی ہے کہ روزہ رکھنے سے پیداوار کم ہو جاتی ہے اور ملکی ترقی اور پیش رفت میں رکاوٹ پڑتی ہے۔

۵۔ **قرآن اور رسول اکرمؐ پر الزامات و اتہامات:** سابق صدر حبیب بورقیبہ نے قرآن پر الزام لگایا کہ اس میں تضاد پایا جاتا ہے۔ اس نے (معاذ اللہ) سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو بھی ہرزہ سرائی کا نشانہ بنایا (ان کے بے ہودہ الزامات نقل کرنا بھی آپؐ کی شان مبارک میں توہین ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: تیونس سے شائع ہونے والا اخبار صحیفۃ الصباح مورخہ ۲۱ مارچ ۱۹۷۴ ملاحظہ کریں)۔

۶۔ **شریعت اسلامی پر نقص کا الزام:** سابق صدر بورقیبہ نے اپنے ایک خطاب میں عورت و مرد کی مساوات پر زور دیتے ہوئے کہا کہ ہم، عورتوں کی ترقی میں حائل سب رکاوٹوں کو دور کریں گے اور ہر سطح